فارسی زبان وادب میں طنزو مزاح کی آخری رو[1] وہ ہے جو ۱۹۰۶ اور ۱۹۰۹ کے انقلابات کے بعد نمودار ہوئی اور جو آج بھی سرزمین ایران میں اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ موجود ہے — طنزو مزاح کی اس رو کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس پر پہلی بار ایران کی سیاسی بیداری نے نمایاں اثرات مرتسم کئے ہیں — چنانچہ اس کا مزاج بھی زیادہ تر صحافتی ہے — دوسری خصوصیت اس رو کی یہ ہے کہ اس پر پہلی بار طنزو مزاح کے مغربی نظریات نے اثر ڈالا ہے اور نتیجۃ ہمیں ایرانی ادبا کے ہاں طنزو مزاح کے مغربی حربوں کے استعمال کی طرف رجحان بھی ملتا ہے —

آج کے فارسی ادب اور صحافت میں طنزو مزاح کے سلسلے میں مرزا علی اکبر دہخدا کا نام قابل ذکر ہے کہ روزنامہ "صور اسرافیل" کا فکاہی کالم "چرندو پرند" ان ہی کے زور قلم کا نتیجہ ہے — ویسے دہخدا نے اپنے ملک کے ان طبقات کو زیادہ تر ہدف طنز بنایا ہے جو ایران کی ترقی میں سدِراہ تھے — اسی طرح صادق ہدایت اور مسعود فرزاد نے سیاسی اور اجتماعی نکتہ چینی کے سلسلے میں نام پیدا کیا ہے اور فریدون توللی نے ترقی پسند نقطہ نظر سے طنز کا وسیع استعمال کیا ہے — ان کے علاوہ طنزو مزاح کے سلسلے میں ابوالقاسم حالت اور مہدی سہیلی کے نام بھی قابل ذکر ہیں —

جدید فارسی دور کی ایک یہ خصوصیت بھی قابل توجہ ہے کہ اس میں بعض خالص مزاحیہ روزنامے مثلاً "حاجی بابا — بابا شمل — توفیق اور چنگر بھی منصہ شہود پر آئے لیکن اب بعض ناگزیر حالات کے باعث یہ سارے روزنامے بند ہو چکے ہیں —

---

۱ — اس سلسلے میں "نخستین کنگرہ نویسندگان ایران" تیر ماہ ۱۳۲۵ مطبوعہ تہران میں ڈاکٹر پرویز خانلری کے مقالے "نثر فارسی در دورہ اخیر" کا مطالعہ ضروری ہے —